حضرت مسیح کی آمد ثانی اور عیسائی صاحبان

نہ صرف یہ بات پایۂ ثبوت کو پہونچ چکی ہے۔ کہ تمام مذاہب میں ایک مامور اور مرسل کے آنے کی پیشگوئی پائی جاتی ہے۔ بلکہ یہ بھی ثابت ہو چکا ہے۔ کہ اس کے آنے کے متعلق جو علامات اور نشانات ہر مذہب کی مذہبی کتب میں بیان کئے گئے ہیں وہ اس صفائی اور وضاحت کے ساتھ پورے ہو چکے ہیں۔ کہ ان مذاہب کے پیرو بڑی بے تابی کے ساتھ موعود کے آنے کا انتظار کر رہے ہیں۔ تمام مسلمان مہدی معہود کے متعلق اور ہندو کرشن جی کی دوبارہ آمد کے متعلق جس اضطراب کا آئے دن اظہار کرتے رہتے ہیں۔ اس کا ذکر کئی بار کیا جا چکا ہے آج عیسائی صاحبان کے خیالات پیش کئے جاتے ہیں:۔

عیسائیوں کے قدیم اخبار نور افشاں (۱۵۔ مارچ ۱۹۴۰ء) نے ایسٹر کی تقریب پر ایک مضمون شائع کیا ہے جس میں لکھا ہے۔ "پاک کلام کی نبوتوں کے مطابق اس وقت خداوند کی آمد بہت نزدیک ہے۔ اب وہ گھڑی آ پہنچی ہے۔ کہ ہم نیند سے جاگیں۔ کیونکہ جس وقت ہم ایمان لائے تھے۔ اس وقت کی نسبت اب ہماری نجات بہت نزدیک ہے۔ رات بہت گذر گئی۔ اور دن نکلنے والا ہے"۔

"خداوند" سے عیسائی صاحبان کی مراد حضرت مسیح علیہ السلام ہیں۔ اور پاک کلام کی نبوتوں سے مراد وہ پیشگوئیاں ہیں۔ جو حضرت مسیح کے دوبارہ آنے کے متعلق عیسائیوں کی مقدس کتب میں پائی جاتی ہیں۔ گویا حضرت مسیح کی آمد ثانی کے متعلق جو علامات مسیحی صحف میں پائی جاتی ہیں۔ وہ عیسائیوں کے نزدیک پوری ہو چکی ہیں۔ اب چاہیئے۔ کہ مسیح موعود بھی موجود ہو۔ لیکن عام عیسائی ابھی تک اس کی شناخت سے چونکہ محروم ہیں۔ اس لئے یہ کہکر اپنے دل کو تسلی دے رہے ہیں۔ کہ "اس وقت خداوند کی آمد بہت نزدیک ہے"۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ آمد نزدیک نہیں۔ بلکہ پوری ہو چکی ہے:۔

عیسائی صاحبان اگر غور و فکر سے کام لیتے اور خود حضرت مسیح کے قول۔ کو مشعل راہ بناتے تو انہیں معلوم ہوتا۔ کہ کسی مصلح کی دوبارہ آمد کی پیشگوئی سے یہ مراد نہیں ہوتی۔ کہ وہ بذاتِ خود دوبارہ آئے۔ بلکہ اس کا مثیل مراد ہوتا ہے۔ چنانچہ ایلیا کے دوبارہ آنے کی جو پیشگوئی تھی۔ اس کی تشریح انہوں نے یوں فرمائی کہ "سب نبیوں اور توراۃ نے یوحنا تک نبوت کی۔ اور چاہو۔ تو مانو۔ ایلیا جو آنے والا تھا یہی ہے جس کے سننے کے کان ہوں۔ وہ سن لے" (متی ۱۱/۱۴) اب حضرت مسیح کے دوبارہ آنے کی جو پیشگوئی ہے۔ وہ بھی اسی رنگ میں پوری ہو گی۔ کہ آپ کا مثیل آئے۔ چنانچہ وہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شکل میں آ گیا۔ اور آپ نے اعلان فرما دیا:۔

چوں مرا نورے پئے قوم مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

عیسائی صاحبان کو چاہیئے۔ کہ حضرت مسیح کے بذاتِ خود آنے کی کبھی پوری نہ ہونے والی امید سے دست بردار ہو کر آپ کے مثیل کو جنہوں نے مسیح موعود ہونے کا دعوےٰ کیا۔ اور جن میں تمام علامات اور نشانات پورے ہو چکے ہیں۔ قبول کریں۔ اور ان لوگوں کے انجام سے عبرت حاصل کریں۔ جنہوں نے حضرت مسیح کو اس لئے قبول نہ کیا۔ کہ وہ ایلیا کے بذاتِ خود دوبارہ آنے کے منتظر تھے:۔

مدینۃ المسیح

قادیان ۱۸۔ ماہ امان ۱۳۱۹ ہش سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کو آج حرارت کی شکایت رہی۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں:۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے:۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب کو تا حال کھانسی کی بہت تکلیف ہے۔ احباب دعائے صحت کریں۔

گیانی واحد حسین صاحب جو نظارت دعوت و تبلیغ کی طرف سے مشرقی پور بھیجے گئے تھے۔ واپس آ گئے ہیں:۔

مجلس مشاورت کا ایجنڈا اور احمدیہ یونیورسٹی کی تجویز

انیسویں مجلس مشاورت ۱۹۳۹ء میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فیصلہ فرمایا تھا۔ کہ تجویز متعلق احمدیہ یونیورسٹی اگلی مشاورت میں پیش ہو۔ لیکن یہ تجویز اس ایجنڈا میں درج ہونے سے رہ گئی ہے۔ لہٰذا احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ مندرجہ بالا تجویز امسال بیسویں مجلس مشاورت میں دوبارہ پیش ہو گی۔ (تفصیل تجویز کے لئے ملاحظہ ہو۔ رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۳۹ء صفحات ۱۰۵ تا ۱۲۸)

(خاکسار پرائیویٹ سکرٹری)

مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ

از جناب چودھری فتح محمد صاحب سیال ایم۔ اے ناظر اعلیٰ

نشانِ عبرت

رسالہ ریویو آف ریلیجنز اردو ماہ نومبر ۱۹۲۹ء میں میں نے "مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ" کے زیر عنوان ایک مضمون لکھا تھا۔ جس کا مقصد یہ تھا۔ کہ شائد مرورِ زمانہ سے مولوی ثناء اللہ صاحب کو عبرت حاصل ہو چکی ہو۔ کیونکہ مولوی صاحب اپنی تحریر کے مطابق عبرت و ہدایت کے متلاشی تھے۔ لیکن مولوی صاحب نے اس مضمون کا اخبار "اہلحدیث" میں جس رنگ میں جواب دینے کی کوشش کی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وہ اس اہم امر پر سنجیدگی سے غور کرنے کے لئے فی الحال تیار نہیں۔ مولوی صاحب کے الفاظ جن سے ہمیں حسن ظن پیدا ہوا تھا کہ آپ آیات و نشانات کے متلاشی اور عبرت و ہدایت حاصل کرنے کے لئے تیار ہیں حسب ذیل ہیں۔

الف۔ "میرا مقابلہ تو آپ سے ہے اگر میں مر گیا۔ تو میرے مرنے سے اور لوگوں پر کیا حجت ہو سکتی ہے۔ جبکہ بقول آپ کے مولوی غلام دستگیر قصوری مرحوم۔ مولوی اسمٰعیل علی گڑھی مرحوم اور ڈاکٹر ڈوئی امریکن کی طرح مر گئے۔ تو کیا لوگوں نے آپ کو سچا مان لیا ہے؟ ٹھیک اسی طرح اگر یہ واقعہ ہو گیا تو کیا نتیجہ؟

(اہلحدیث ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء)

(ب)۔ آج کل طاعون سے مر جانا کونسی بڑی بات ہے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ کوئی ایسی نشانی دکھاؤ جو ہم بھی دیکھ کر عبرت حاصل کریں۔ مر گئے تو کیا دیکھیں گے۔ کیا ہدایت پائینگے آپ خدا سے دعا کریں۔ کہ کوئی ایسی علامت مع تاریخ مقرر کرے۔ جسے دیکھ کر ہم بھی آپ کی ہدایت سے مستفیض ہوں"۔

(وطن ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء صہ کالم ۲)

اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ مولوی صاحب مباہلہ کے لئے تیار نہیں تھے اور نہ ہی انہوں نے مباہلہ کیا اور اگر مباہلہ کے ذریعہ فیصلہ ہو جاتا تو وہ اس کو معیار سمجھتے۔ کیونکہ کسی شخص کا پہلے یا پیچھے مر جانا مولوی صاحب کے نزدیک سچائی کا معیار نہیں تھا۔ جیسا کہ مولوی صاحب کی تحریر اور عمل سے ظاہر ہے۔ کہ مولوی صاحب زندہ رہ کر صداقت کے نشانات کے متلاشی تھے اور مولوی صاحب کو یہ گھبراہٹ تھی۔ کہ اگر آپ عذاب الٰہی میں گرفتار ہو کر مر گئے تو ہلاک ہو جانے کی وجہ سے آپکو ذاتی طور پر کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ آپ کو اس صورت میں فائدہ ہو سکتا تھا۔ کہ آپ زندہ رہیں۔ اور نشان دیکھیں۔ یہ مطلب اس قدر واضح اور بیّن ہے۔ کہ اس میں کسی قسم کا کوئی شبہ نہیں ہو سکتا۔ اور اگر مولوی صاحب کے پاس اس کے خلاف کوئی بات تھی۔ تو ان کو اس کا ذکر کرنا چاہیئے تھا۔ مگر مولوی صاحب نے نہ تو میں نے جو مطلب بیان کیا۔ اس پر کوئی جرح کی ہے۔ اور نہ ہی اپنے مضمون میں اپنے مندرجہ بالا الفاظ کو نقل کر کے کوئی دوسرا مطلب بیان کیا ہے۔ ان الفاظ کو بالکل غائب کر دینے سے یہ صاف ظاہر ہے کہ ضرور کوئی ایسی بات ہے جس کو مولوی صاحب چھپانا چاہتے ہیں۔ واللہ مخرج ما کنتم تکتمون

صداقت کے بیّن نشانات

(۲) نبی اور اس کے متبعین کی زندگی کتاب کے اوراق کی طرح ہوتی ہے۔ ہر سال جو گزرتا ہے۔ اس میں الٰہی سلسلہ کا ایک نیا ورق پلٹا جاتا ہے۔ اور اس میں اس نبی کی صداقت کے کئی نشانات ظاہر ہوتے ہیں مثلاً نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نبوت کے دلائل آپ کے دعوے کے پہلے سال جو تھے۔ دوسرے سال اس سے زیادہ ہو گئے اسی طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے زمانہ میں جو پیشگوئیاں پوری ہو چکی تھیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ان میں اضافہ ہوا۔ اور حضرت عمرؓ کے زمانہ میں قیصر و کسریٰ کے ممالک کے فتح ہونے سے صداقتِ اسلام اور بھی چمکی۔ حتیٰ کہ ہمارے اپنے زمانہ میں بھی نبی امی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سینکڑوں پیشگوئیاں پوری ہو رہی ہیں۔ اور آپ کی صداقت کی پرانی شہادتوں کے ساتھ ساتھ نئی شہادتیں جمع ہوتی جاتی ہیں۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ ہر زمانہ میں قل اللّٰہ شہیدٌ بینی و بینکم کا ثبوت ملتا رہتا ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو آپ کے خادم اور ظل ہیں۔ آپ کے دعوے پر چونکہ اب پچاس سال گزر چکے ہیں۔ اس لئے آپ کی صداقت کے نشانات پہلے کی نسبت اس زمانہ میں بہت واضح اور بیّن ہیں۔

جب مولوی ثناء اللہ صاحب مباحثات کر رہے تھے۔ یعنی اوائل میں تو ممکن تھا مولوی صاحب کو شبہ ہوتا۔ لیکن آج کل صداقت اس قدر روشن ہو چکی ہے۔ کہ ہمیں توقع تھی کہ مولوی صاحب اپنے انکار و اصرار پر دوبارہ غور کریں گے۔ اور ہم مولوی صاحب سے پھر درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ پھر غور کریں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی جماعت۔ آپ کے سلسلہ اور آپ کے ماننے والوں کے ساتھ تائیدِ الٰہی شامل ہے یا نہیں۔ اور آیا ۱۹۰۷ء کے بعد مولوی صاحب اور ان کے ساتھیوں کے جو خیالات اور ارادے تھے وہ پورے ہوئے ہیں یا وہ خیالات و ارادے پورے ہوئے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے ماننے والوں کے تھے۔ مولوی صاحب تو ایک نشانی کے متلاشی تھے جو ان کی ہدایت کا موجب ہو۔ کیا اس قدر نشانات کافی نہیں ؎

سوچ لو اے سوچنے والو کہ اب بھی وقت ہے
راہ عرفاں چھوڑ دو رحمت کے ہو امیدوار

ضمنی اعتراضات کے جوابات

(۳) مولوی صاحب نے بعض ضمنی اعتراضات بھی کئے ہیں۔ جن کا میں جواب دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ مولوی صاحب لکھتے ہیں "میں نے مباہلہ میں آنے سے کبھی انکار نہیں کیا بلکہ اس کا انجام پوچھتا رہا۔" گویا مولوی صاحب کو اعتراف ہے۔ کہ انہوں نے مباہلہ کو نہیں مانا۔ اور عذر یہ ہے کہ وہ تعیین عذاب کا مطالبہ کرتے رہے۔ اور تعیین نوعیت عذاب یا تعیین نوعیت انجام کا مطالبہ منکرین انبیاء کا پرانا دستور ہے جو خلاف تعلیم قرآن ہے۔ منکرین رسول نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے انجام کی نوعیت اور عذاب کی نوعیت کے مطالبے کئے۔ جیسا کہ سورۃ بنی اسرائیل میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ کافروں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ لن نؤمن لک حتٰی تفجر لنا من الارض ینبوعا کہ ہم اس وقت تک تجھ پر ایمان نہیں لا سکتے۔ جب تک کہ تو اس زمین سے چشمہ نہ نکالے۔ اور پھر تعیین نوعیت عذاب کا مطالبہ کرتے ہوئے کہا۔ او تسقط السماء کما زعمت علینا کسفا۔ کہ ہم اس وقت ایمان لائیں گے۔ جب تو ہم پر آسمان ٹکڑے ٹکڑے کر کے گرا دے گا۔ ان ہر دو قسم کے مطالبات کے جواب میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا قل سبحان ربی ہل کنت الا بشرا رسولا کہ کہہ دے بشر رسول ایسا نہیں کیا کرتے بلکہ وہ پیشگوئی کر دیتے ہیں۔ جو اپنے وقت پر پوری ہو جاتی ہے۔ سو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بے شمار پیشگوئیاں ہیں۔ جو اپنے وقت پر پوری ہوئیں اور ہو رہی ہیں۔ اور مولوی صاحب کا مطالبہ نشانات دیکھنے کا خدا تعالےٰ اپنی سنت کے مطابق پورا کر رہا ہے۔ کاش مولوی صاحب عبرت حاصل کریں۔ اور ان کی خوابیدہ چشم وا ہو۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کا مباہلہ سے فرار

(۴) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مولوی صاحب کے اپنی زندگی میں مرنے کو اپنی صداقت کا نشان کہیں قرار نہیں دیا۔ بلکہ آپ نے یہ لکھا ہے۔ کہ اگر وہ اس بات پر مستعد ہوئے کہ کاذب صادق سے پہلے مرتا ہے تو ضرور وہ پہلے مریں گے۔

(اعجاز احمدی)

لیکن مولوی صاحب اس بات پر مستعد نہیں ہوئے۔ بلکہ انہوں نے مباہلہ سے انکار کر کے دوسرا طریق اختیار کیا۔ اگر مولوی صاحب اس بات پر مستعد ہو جاتے۔ اور مباہلہ کر لیتے تو یقیناً ان کے لئے عذاب کی تعیین بھی ہو چکی تھی۔ اور مولوی صاحب یہ سمجھ کر کہ اگر مباہلہ کر لیا

تو اُن کا بھی وہی حشر ہوتا۔ جو غلام دستگیر قصوری یا ڈوئی کا ہؤا۔ مباہلہ سے بھاگتے رہے۔ اگر مولوی صاحب مباہلہ کر لیتے۔ تو موت بہرحال اُن پر وارد ہو جاتی۔ خواہ طاعون سے ہوتی۔ یا کسی اور بیماری سے جیسا کہ کفارِ مکہ پر تباہی آئی۔ خواہ وہ جنگ بدر میں لڑ کر ہی آئی۔ خدا تعالےٰ کا مقصد تو یہ ہوتا ہے۔ کہ ایک فریق کی نصرت کا اظہار ہو۔ اور دوسرے فریق کی ہزیمت و تذلیل کا اظہار ہو۔ خواہ وہ کسی رنگ میں ہو۔ اور فریقین کو یہ بات مسلم ہے۔ کہ بغیر مباہلہ کے کسی شخص کا پہلے یا پیچھے فوت ہونا اس کے صدق و کذب کی علامت نہیں ہوتی۔ کیونکہ رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے وقت ہزارہا ایسے کفار موجود تھے جن کے متعلق قرآن کریم میں بار بار پیشگوئی ہو چکی تھی۔ کہ ان کو ہلاک کر دیا جائے گا۔ اور ان کو شکست ہوگی۔ مسیلمہ کذاب اور اس کے متبعین کی مثال مولوی صاحب نے خود ہی بیان کی ہے۔ وہ لوگ لاکھوں کی تعداد میں تھے۔ اور ان کی ہلاکت کی پیشگوئی تھی۔ رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے اور وہ زندہ رہے۔ جیسا کہ منکرینِ اسلام کا یہ حق نہیں تھا۔ کہ بغیر مخصوص مباہلہ اور مقابلہ کے ہلاکت کا مطالبہ کرتے۔ اسی طرح مولوی صاحب کو اب مباہلہ سے فرار کرنے کے بعد یہ حق نہیں۔ کہ وہ ہم سے یہ مطالبہ کریں کہ میں مرزا صاحب کی زندگی میں ہلاک کیوں نہیں ہوا۔ اگر مولوی صاحب کے اس نظریہ کو ہم مان لیں۔ کہ "آخری فیصلہ" یکطرفہ دُعا تھی۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ کبھی نہ لکھتے۔ کہ "مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ" بلکہ یہ لکھتے۔ کہ مولوی ثناء اللہ کے متعلق آخری فیصلہ" اور آخر میں یہ نہ لکھتے کہ "جو چاہیں اس کے نیچے لکھدیں"۔ اور نہ ہی مولوی صاحب سے کسی قسم کا مطالبہ کرتے کیونکہ اصل قاعدہ کو کسی ایک واقعہ سے بدلا نہیں جا سکتا۔ اور یہ قاعدہ ہے۔ کہ ایسا مطالبہ ہمیشہ مباہلہ کے وقت ہی ہوتا ہے مولوی صاحب اس وقت بالمقابل دعا کرتے یا انکار کرتے۔ یہ ان کا اختیار تھا۔ چنانچہ مولوی صاحب نے محض انکار ہی نہیں کیا۔ بلکہ ایک لمبی چوڑی تحریر لکھ کر بڑے شدومد سے انکار کیا۔ اور اس طریق فیصلہ کو ہی غلط قرار دیا۔ جب مولوی صاحب نے انکار کر دیا۔ اور اس طریق فیصلہ کو ہی غلط قرار دے دیا۔ تو ایسے حالات میں اگر مولوی صاحب کی موت واقع ہو جاتی۔ تو وہ موت نہ مولوی صاحب پر حجت ہوتی۔ اور نہ جماعت احمدیہ پر حجت ہوتی پھر مولوی صاحب نے صرف انکار ہی نہیں کیا۔ بلکہ ایک نیا مطالبہ کیا ہے۔ کہ میری زندگی لمبی ہو۔ تا آپ کی سچائی کے نشانات دیکھوں۔ جو میرے لئے عبرت و ہدایت فیضان کا موجب ہوں۔ مر گئے تو کیا دیکھیں گے اور کیا ہدایت پائیں گے۔ اور یہ سب کچھ الہٰی نصرت کے ماتحت تھا۔ اللہ تعالےٰ نے مولوی صاحب کی عمر کو لمبا کر دیا۔ اور ادھر نشان پر نشان دکھانے شروع کر دیئے۔ جو کبھی کسی جھوٹے مدعی نبوت کے لئے نہیں دکھائے جاتے۔ اور نہ اس کی مثال دُنیا میں پائی جاتی ہے۔ اگر مولوی صاحب اس وقت بالکل خاموش رہتے۔ یا محض انکار ہی کر دیتے۔ تو پھر کسی حد تک مولوی صاحب کو گنجائش کا موقعہ تھا لیکن مولوی صاحب نے اس وقت بالمقابل مباہلہ کے معیار کو بدل کر ایک نیا مطالبہ کیا۔ اور اللہ تعالےٰ نے اتمام حجت کے لئے اس کو منظور کر لیا۔ اور مولوی صاحب اپنے مطالبہ کے مطابق زندہ ہیں۔ اور متواتر ۳۲ سال سے نشانات پر نشانات دیکھ رہے ہیں کاش۔ مولوی صاحب عبرت حاصل کریں۔

دعائے نوح

(۵) مولوی صاحب نے اب لکھا ہے۔ کہ یہ "حضرت نوح کی دُعا کی طرح محض دعا ہے"۔ اور چونکہ یہ دُعائے نوح تھی۔ لہٰذا وہ فیصلہ کُن تھی۔ لیکن ۱۹۰۷ء میں جو کچھ مولوی صاحب نے لکھا تھا۔ اس میں مولوی صاحب کے یہ الفاظ ہیں:۔

"تمہاری یہ دُعا کسی صورت میں فیصلہ کُن نہیں ہو سکتی"۔

اب مولوی صاحب ہی بتائیں کہ اس وقت انہوں نے جھوٹ اور ہزل گوئی کی تھی یا اب وہ دھوکا دے رہے ہیں۔ اگر وہ دُعائے نوح تھی۔ تو آپ کے اس لکھنے کا کہ "مر گئے۔ تو کیا دیکھیں گے اور کیا ہدایت پائیں گے"۔ کوئی مطلب تھا۔ یا آپ نے ایسی بات کر دی۔ جس کا کوئی فائدہ نہیں۔ آپ کی اس تحریر سے یہ بات بالکل واضح ہے۔ کہ آپ اس میں گنجائش سمجھتے تھے۔ کہ آپ کو جواب دینے اور بولنے کا حق ہے اور جب تک جواب شائع نہ ہو جائے۔ کوئی فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ آپ نے عملاً ایسا کیا۔ آپ کا اس وقت کا فعل ہماری بات کی تائید کرتا۔ اور آپ کی اس بات کی جو آپ اب کہہ رہے ہیں۔ تردید کرتا ہے ایک دوسرا آدمی تو کہہ سکتا ہے۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے غلطی کی۔ مگر مولوی صاحب خود کیونکر کس طرح کہہ سکتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے الہامات اور پیشگوئی کے مطابق فوت ہو گئے۔ اور مولوی صاحب کو ان کے مطالبہ کے مطابق خدا تعالےٰ کی طرف سے نشانات دیکھنے کی مہلت دی گئی۔ تو مولوی صاحب نے محض اپنی ہزیمت اور شرمندگی کو چھپانے کے لئے تاویلات شروع کر دیں۔ جو بالکل غلط اور بعید از وقت ہیں ومن کان فی الضلالۃ فلیمدد لہ الرحمٰن مدًا (پ ۱۶ ع ۶)

(اہلحدیث ۲۶ - اپریل ۱۹۰۷ء ص)

اگر یہ یکطرفہ اور فیصلہ کُن دُعا تھی۔ تو بات ختم ہوئی۔ مولوی صاحب کو اتنی لمبی چوڑی تحریر لکھنے۔ اور اظہار تکبر کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ پس مولوی صاحب کے اس وقت کے عمل، تحریر اور طریق سے یہ بات ظاہر نہیں ہوتی۔ جو مولوی صاحب اب بتا رہے ہیں اگر مولوی صاحب مباہلہ کر لیتے۔ اور فرار نہ کرتے اور نہ ہی نیا مطالبہ کرتے۔ تو بات ختم ہو جاتی۔

مباہلہ سے انکار کی وجہ بتلائیے

(۶) میں نے لکھا تھا کہ "مولوی ثناء اللہ صاحب ۱۸۹۶ء سے ۱۹۰۷ء تک کے طویل عرصہ میں نو دفعہ انکار و فرار کر چکے تھے اس لئے اس "آخری فیصلہ" میں حضور نے دُعا فرمائی "میں تیری رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں۔ کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما" الخ

چونکہ آخری فیصلہ میں مولوی ثناء اللہ صاحب کو اختیار دیا گیا تھا۔ اس لئے مولوی صاحب نے اس سے فائدہ اٹھا کر کہا"۔ اس پر مولوی صاحب نے لکھا ہے "غلط ہے۔ میرا مباہلہ سے انکار دُعا مذکورہ کی وجہ سے نہیں تھا"۔

(اہلحدیث ۸ - دسمبر ۱۹۳۹ء ص حاشیہ کالم ۲)

ہم جناب مولوی صاحب سے پوچھتے ہیں۔ اگر آپ نے آخری فیصلہ میں جو چیلنج دیا گیا ہے۔ اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ نہیں کہا تھا تو کس وجہ سے انکار کیا تھا۔ وجہ انکار بیان فرمائیے۔

سلسلہ احمدیہ کی ترقی

(۷) میں نے لکھا تھا کہ ۱۹۰۸ء سے ۱۹۴۰ء تک ۳۲ سال گزرتے ہیں۔ اس طویل عرصہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبردست پیشگوئیاں پوری ہونے کے علاوہ اللہ تعالےٰ کے فضل کے ساتھ سلسلہ احمدیہ نے اللہ تعالےٰ کے الہامی وعدوں کے مطابق دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کی ہے"۔ اس پر مولوی صاحب لکھتے ہیں:۔

"یہ ترقی ہمیں تو معلوم نہیں کس شہر میں ہوئی ہے"! (اہلحدیث ۸ دسمبر ۱۹۳۹ء صفحہ ۸ کالم ۲ حاشیہ)

معلوم ہوتا ہے مولوی صاحب اب ارذل العمر کی منازل طے کر رہے ہیں۔ کاش وہ اس شہر کو ہی یاد رکھ لیتے جس کا وہ جھوٹ موٹ اپنے آپ کو فاتح لکھا کرتے ہیں۔ مولوی صاحب قادیان آئیں اور دیکھیں۔ کہ ۱۹۰۸ء کا قادیان اور ۱۹۴۰ء کا قادیان ایک ہے۔ ۱۹۰۸ء میں جلسہ سالانہ کی حاضری کل ۷۰۰ تھی۔ اور اب نماز جمعہ میں اس سے زیادہ آدمی ہوتے ہیں۔ اور قادیان کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے گورنمنٹ کو اس عرصہ میں۔ تار گھر۔ ریلوے سٹیشن۔ ٹیلیفون۔ بجلی وغیرہ کا انتظام کرنا پڑا ہے۔ اور یہ سب ترقی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کے مطابق ہوئی ہے۔ اور قادیان کی ترقی کا احساس آپ کو بھی ہے۔ جیسا کہ آپ اخبار "اہلحدیث" ۹ فروری ۱۹۴۰ء میں لکھتے ہیں۔ "چودھری فتح محمد صاحب قادیانی حکومت میں ایک بڑے عہدے (نظارت اعلیٰ) پر ممتاز ہیں"۔

مولوی صاحب۔ آپ ہی بتائیں کیا ۱۹۰۸ء میں یہ نظارتیں اور یہ ترقی قادیان میں تھی یا یہ حکومت قائم تھی۔ جس کی آپ کو اور احراریوں کو خوابیں آتی رہتی ہیں۔ کیا یہ بات آپ کے لئے ہدایت دینے والی نشانی کے طور پر کافی نہیں۔ ع

اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوف کردگار

خاکساروں سے احمدیوں کی مثال نہیں دی جا سکتی۔ انبیاء کی جماعتیں شجرۂ طیبہ کی طرح بڑھتی ہیں۔ اور ان کے نمو کو کوئی طاقت نہیں روک سکتی۔ اسی طرح جماعت احمدیہ بڑھ رہی ہے۔ اور ہر نیا سورج جو چڑھتا ہے نئی ترقی دیکھتا ہے۔ اور جس قدر تحریکات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف ہوئیں۔ ان تحریکات کے بانی آپ کے نزدیک نہ مدعی الہام تھے۔ اور نہ مفتری علی اللہ۔ مگر آپ کوئی تحریک پیش نہیں کر سکتے جو باوجود مخالفت کے اس قدر لمبا عرصہ اور مسلسل بڑھتی چلی گئی ہو۔ کیا آپ کے خیال میں یہ نشان نہیں۔ من اظلم ممن افترٰی علی اللہ کذباً او کذب بآیاتہ انہ لایفلح الظالمون۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کا عدم اور وجود برابر ہے

میں نے لکھا تھا کہ "مولوی صاحب کا عدم اور وجود ہمارے لئے برابر ہے۔ مولوی صاحب اس حیات مستعار سے احمدیت کی ترقی میں کوئی روکاوٹ پیدا نہیں کر سکے"۔ اس پر مولوی صاحب لکھتے ہیں:۔

"آپ کے نزدیک عدم و وجود برابر ہے تو آپ مرزا صاحب سے کمالات میں بڑھ کر ہوئے۔ کیونکہ ان کے لئے میرا وجود مضر تھا"۔ (اہلحدیث ۸ دسمبر ۱۹۳۹ء کالم ۲ حاشیہ صفحہ ۸)

میں کہتا ہوں ہمارے لئے ہی نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے بھی آپ کا عدم و وجود برابر تھا۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سچے تھے۔ جیسا کہ حقیقت ہے تو آپ لوگوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا انکار کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام ان نشانات کا انکار کر دیا۔ جو اس زمانہ میں پورے ہو رہے ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا زندہ نشان ہیں۔ اور اگر نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مفتری علی اللہ تھے۔ اور آپ سچے مسلمان تھے تو آپ نکمے اور نالائق ثابت ہوئے کہ آپ کی مخالفت اور مقابلہ سے ان کا کچھ نہ بگڑا اور وہ شخص جس کو آپ مفتری علی اللہ کہہ رہے تھے۔ وہ ساری دنیا پر چھا گیا۔ اور آپ یاد رکھیں کہ آپ کا استاد مولوی محمد حسین بٹالوی مر گیا۔ تو اس کی کتابیں اور خیالات بھی ساتھ ہی مر گئے۔ اب بٹالہ میں اس کا کوئی نام بھی نہیں لیتا۔ اس کی یادگار صرف اس صورت میں رہ گئی ہے۔ کہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کا منکر اور مخالف تھا۔ اسی طرح آپ کے مرنے کے ساتھ ہی آپ کے پرچے رسالے اور کتابیں سب فنا ہو جائیں گی۔ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انکار کی وجہ سے آپ کی یادگار باقی رہ جائیگی اور یہ سب کچھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وحی لانبقی لک من المخزیات ذکرا کے ماتحت ہوگا۔ آپ جائیں اور لدھیانہ کے نوجوانوں سے پوچھیں کہ وہاں کوئی سعد اللہ ہوا کرتا تھا۔ کوئی اس کو جانتا بھی نہیں۔ اسی طرح جموں۔ قصور۔ امریکہ کے نوجوانوں سے پوچھیں وہ جانتے بھی نہیں کہ وہاں کوئی چراغ دین غلام دستگیر یا ڈاکٹر ڈوئی ہوا کرتا تھا۔ بالکل اسی طرح جس طرح ڈوئی امریکن۔ غلام دستگیر قصوری۔ چراغ دین جموئی۔ سعد اللہ لدھیانوی کی یادگار اب کوئی نہیں رہی۔ اسی طرح آپ کی کوئی یادگار نہیں رہے گی۔ سوائے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت کے اور آپ کے مرنے کے بعد آپ کا کوئی نام لیوا بھی امرتسر میں نہیں رہے گا۔ اور آپ کی زندگی میں جو ہر دلعزیزی اور مقبولیت امرتسر شہر میں آپ کو اس وقت حاصل ہے۔ وہ بھی ہمیں معلوم ہے۔ آپ نے ساری عمر کوشش کی۔ مگر ایک مبلغ اسلام بھی پیدا نہ کر سکے۔ جو عیسائی ممالک میں جا کر تبلیغ اسلام کرے۔ آپ کی اولاد تو کبھی یہ خواہش پوری نہ ہوئی بلکہ ان میں سے آپ اپنے جیسا عالم بھی پیدا نہ کر سکے۔ اس لئے ہمارے لئے تو الگ رہا۔ آپ کا اپنے لئے بھی عدم اور وجود برابر ہے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جس کو آپ مفتری علی اللہ کہہ رہے تھے۔ اپنی اولاد چھوڑ میرے جیسے زمیندار کو ایسا بنا گئے۔ کہ میں نے بڑے سے بڑے پادری کو اس کے گھر جا کر تبلیغ کی ہے۔ میں ایک زمیندار آدمی ہوں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے احیاء سے میں زندہ ہوا ہوں۔ اور میں نے خدا تعالےٰ کے فضل اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکت سے۔ انگلینڈ۔ کیپ ٹاؤن افریقہ۔ فرانس۔ وغیرہ عیسائی ممالک میں تبلیغ اسلام کی ہے۔ اور کئی عیسائیوں نے میرے ہاتھ پر اسلام قبول کیا ہے۔ اور خدا کے فضل سے میرے ہاتھوں پر علاقہ ملکانہ میں کئی ایک اقوام کے لوگ مولوی صاحب جیسے علماء کے نمونے کو دیکھ کر مرتد ہوئے تھے دوبارہ مسلمان ہوئے۔ مگر مولوی صاحب کی اولاد اور مریدین چھوڑ خود مولوی صاحب کو بھی یہ توفیق نہیں ملی۔ کہ کسی عیسائی ملک میں جا کر تبلیغ اسلام کا فریضہ ادا کر سکیں۔ اس لئے مولوی صاحب کا عدم اور وجود اسلام کیلئے برابر ہے

اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد آپ کی جماعت منتشر ہو جاتی۔ یا اس میں کوئی عظیم الشان ارتداد واقع ہو جاتا یا اس جماعت کے ذریعہ جو دین اسلام کی تائید و نصرت کا کام ہو رہا ہے۔ اس میں کوئی فرق آجاتا۔ تو پھر مولوی ثناء اللہ صاحب خوش ہو سکتے تھے۔ کہ ان کا وجود بھی کچھ ہے۔ لیکن معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ جماعت پہلے سے بہت زیادہ مضبوط ہو چکی ہے۔ تعداد میں بڑھ چکی ہے۔ ایک مدعی مکالمہ مخاطبہ اوائل دعوے میں جو اعلان کرتا ہے۔ کہ مجھے خدا تعالےٰ نے کہا ہے:۔

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"۔ اس کے مطابق خدام المسیح آہستہ آہستہ تمام اکناف عالم میں پرچم اسلام لہرانے لگتے ہیں۔ اور ادھر مولوی ثناء اللہ صاحب تاحال خدا تعالےٰ کے فیصلہ کے مطابق زندہ ہیں۔ تا وہ اپنے مطالبہ کے مطابق آیات و نشانات دیکھیں۔ کیا مولوی صاحب کی یہ زندگی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا نشان نہیں۔ اسی لئے میں نے اپنے مضمون میں لکھا تھا کہ "آیات و نشانات دیکھنے کے لئے مولوی صاحب کی خواہش کے مطابق ان کی زندگی کا لمبا ہونا ضروری تھا"۔ مگر مولوی صاحب لکھتے ہیں "آجکل امت مرزائیہ کو میری لمبی عمر کا بہت غم ہو رہا ہے"۔ گویا وہ اس غم میں گھلے جاتے ہیں۔ اس کے جواب میں میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا۔ ہاں استاد غالب مرحوم کا یہ شعر نقل کر دینا کافی سمجھتا ہوں ؎

نادان ہیں جو کہتے ہیں کیوں جیتا ہے غالب
قسمت میں ہے اعداء کا جلانا کوئی دن اور

غم کس کو ہے؟

مولوی صاحب ہمیں آپ کی زندگی سے کوئی غم نہیں بلکہ خوشی ہے۔ کیونکہ ہمارے عقیدہ کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا نشان آپ کی عمر کا لمبا ہونا بھی ہے۔ سو جلا نشان صداقت کو دیکھ کر کوئی مومن غم کیا کرتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے مولوی صاحب کو اپنی شکل ہی نظر آئی ہے کیونکہ ادھر جماعت احمدیہ ترقی پر ترقی کر رہی ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے نشان پر نشان ظاہر ہو رہے ہیں۔ ادھر مولوی صاحب زندہ ہیں۔ اور ان کو یہ غم کھاتا جا رہا ہے۔ کہ ہائے جماعت احمدیہ کیوں ترقی کر گئی۔ میں زور لگا لگا کر تھک گیا۔ مگر مولوی صاحب موت سے پہلے اس غم سے نجات نہیں پا سکتے۔

(۱) مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا نشان ہے اور مولوی صاحب کی موت بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا نشان ہوگی۔ اور مولوی صاحب کا جو بقیہ رہ جائے گا۔ وہ بھی لوگوں کے لئے عبرت کا موجب ہوگا۔ جس طرح دیگر مخالفین سلسلہ کا ہوا ہے۔ لیکن افسوس مولوی ثناء اللہ صاحب کو عبرت حاصل کرنے کا موقعہ نہیں ملے گا۔ اور مولوی صاحب پہ یہ آیت صادق آئے گی۔ كَلَّا إِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَائِلُهَا وَمِن وَرَائِهِم بَرْزَخٌ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ

احرار کی نامرادی احمدیت کی صداقت کا نشان ہے

کیا مولوی صاحب کے لئے یہ نشان کافی نہیں کہ پنجاب میں لکھوکھا انسانوں پر مشتمل ایک جماعت احرار پیدا ہوئی۔ انہوں نے اپنا واحد مقصد یہ بیان کیا۔ کہ ہم نے جماعت احمدیہ کو تباہ کرنا ہے۔ اور انہوں نے قادیان پر حملہ کرتے ہوئے اپنے ساتھ سکھوں اور ہندوؤں کو بھی شامل کیا۔ اور بہت بڑی تعداد میں قادیان میں جمع ہوئے۔ اب وہ کہاں ہیں۔ کیا وہ فَأَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَاءً کے مصداق نہیں۔ مسلمانوں میں تحریک پیدا ہوئی کہ کانگرس میں شامل ہونا چاہیئے۔ مگر وہ لوگ جو اس کے بانی تھے۔ وہ مرنے سے قبل اس خیال سے توبہ کر کے اعلان کر گئے کہ مسلمان کانگرس سے محفوظ نہیں۔ پھر تحریک خلافت شروع ہوئی۔ چند سالوں کے بعد وہ بھی نابود ہو گئی۔ اور خود ترکوں نے خلافت سے انکار کر دیا۔ اور ہندوستانی مسلمان لکھوکھا روپیہ خرچ کر کے بے کس و بے بس ہو کر رہ گئے۔

پھر تحریک ہجرت شروع ہوئی اس کے بانی تو اب خاموش ہیں۔ مگر ہزارہا خاندان جنہوں نے ان کے کہنے سے اس میں حصہ لیا۔ اب ان محرکین کی جانوں کو رو رہے ہیں۔

اس کے بعد اب تحریک احرار تھی۔ جس کا واحد مقصد احمدیت کو مٹانا تھا۔ وہ بھی مٹ گئی۔

زمانہ میں یہ جو تغیر ہوا ہے آپ کو اس سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے تھی۔ اور اگر آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ماننے کی ہمت نہیں تھی۔ تو کم از کم اس خادم اسلام جماعت کی مخالفت سے دست بردار ہو جانا چاہیئے۔ لیکن افسوس کہ اتنی نیکی بھی آپ کو حاصل نہیں۔

اس ریویو سے اس قدر تو آپ سمجھ گئے ہوں گے۔ کہ مسلمانوں کی پچاس سالہ تاریخ میں صرف احمدیت ہی ایک ایسی تحریک ہے۔ جو مسلسل اور متواتر ترقی کر رہی ہے۔ باقی تحریکات موج بحر کی طرح اٹھیں اور غائب ہو گئیں۔

رحمت کے نشانات

مولوی صاحب نے نشانات کا مطالبہ کیا ہے۔ اس کے متعلق ہم بعد میں لکھیں گے۔ مگر ایک ضروری بات جو یاد رکھنے کے قابل ہے۔ وہ لکھنا ضروری سمجھتے ہیں۔ وہ یہ ہے۔ کہ اصل نشانات رحمت کے نشان ہیں جو انبیاء اور ان کی جماعت کی تائید و نصرت کے نشانات ہیں۔ عذاب کے نشانات کا لفظی رنگ میں پورا ہونا ضروری نہیں۔ کیونکہ وہ محض تخویف کے لئے ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات میں جو رحمت کے نشانات ہیں۔ وہ تین حصوں میں منقسم ہیں۔

(۱) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اپنی ترقی۔

(۲) اولاد کی ترقی۔

(۳) جماعت کی توسیع۔ ترقی۔ غلبہ و طاقت و تبلیغ۔

ان تین شقوں کے متعلق جو اللہ تعالےٰ کے الہامات ہیں وہ روزانہ پورے ہو رہے ہیں۔ اور مولوی ثناء اللہ صاحب ان کو دیکھ رہے ہیں۔ ایک شخص اس وقت جبکہ اس کو کوئی پنجاب میں بھی نہیں جانتا تھا۔ کہتا ہے کہ میرے خدا نے مجھے کہا ہے "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"۔ اور اس پہ زمانہ گزرتا ہے اور آج ہندوستان سے باہر ایسی جماعتیں اس کے ماننے والوں کی موجود ہیں۔ جن کی تعداد بیس ہزار سے بھی زیادہ ہے۔ اور اسلامی ممالک جاوا سماٹرا سیلون۔ ماریشس۔ مصر۔ حیفا۔ شام میں بھی ان کے ماننے والوں کی مکانی جماعتیں پائی جاتی ہیں۔ لیکن مولوی ثناء اللہ صاحب اگر باوجود اس قدر غلبہ۔ ترقی اور حقائق کے بھی انکار کرتے چلے جائیں۔ تو ہمارے پاس اس کا کوئی علاج نہیں۔ اور نہ ہی یہ انکار ہمیں کوئی نقصان پہونچا سکتا ہے۔ آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس شعر پہ یہ تحریر ختم کرتا ہوں ؎

اگر تیرا بھی کچھ دیں ہے بدل دے جو میں کہتا ہوں
کہ عزت مجھکو اور تجھپر ملامت آنے والی ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بشارات رحمانیہ

از حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب ناظر تالیف و تصنیف

مولوی عبدالرحمٰن صاحب مبشر نے بشارات رحمانیہ کو شائع کر کے ایک اہم تبلیغی ضرورت کو پورا کیا ہے۔ دلائل اور مباحثات مذہب کے معاملہ میں ہمیشہ خاطر خواہ نتیجہ پیدا نہیں کرتے۔ مگر خدا تعالیٰ کا بیان کردہ نسخہ ایک ایسا کامیاب نسخہ ہے جس کو اگر نیک نیتی سے استعمال کیا جائے تو سو فی صدی کامیاب نتیجہ نکلتا ہے۔ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے واذا سألک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیؤمنوا بی لعلہم یرشدون۔ بشارات رحمانیہ کے خلوص دل سے مطالعہ سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ جس نے بھی حصول صداقت کے لئے خدا تعالیٰ سے مدد چاہی۔ اس پر خدا تعالیٰ کا فضل نازل ہوا اور غیب سے اس کی ہدایت کا سامان پیدا ہوا۔ اس کتاب کی ترتیب نے مخالفین کے اس اعتراض کو بھی پورے طور پر حل کر دیا ہے۔ جو وہ حضرت مسیح موعود کے تصویر اتروانے پر کر دیا کرتے تھے۔

حضرت مسیح موعود نے اس اعتراض کا خود بھی جواب دیا ہے۔ مگر ایک جواب اس کا خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے دیا ہے کہ حضرت مسیح موعود کی تصویر بھی بہتوں کی ہدایت اور نجات کا موجب بنی جس سے صاف نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود کا یہ فعل صرف جائز ہی نہیں تھا بلکہ ایک دینی خدمت بھی تھا۔ جس کی وجہ سے بہتوں نے ہدایت پائی تھی۔

اس کتاب میں آپ کتنی ہی مثالیں دیکھیں گے کہ ایک شخص خواب میں ایک مبارک وجود کو دیکھتا ہے۔ اور پھر کسی اور وقت جب حضرت مسیح موعود کی تصویر اس کے سامنے آئی تو اس نے فوراً پہچان لیا کہ وہ مبارک وجود کون شخصیت ہیں۔ اور اس طرح یہ تصویر اس کی ہدایت کا موجب بنیں

خدا تعالیٰ مولوی صاحب کی اس خدمت کو قبول فرمائے۔ خوابوں کا یہ مجموعہ صرف ایک چھوٹا سا ہے۔ اگر احباب جماعت توجہ سے اپنے معلومات مرکز میں ارسال کریں۔ تو ایسی ہی کتب سے بہت سی جلدیں تیار ہو سکتی ہیں۔ جو اگر خدا تعالیٰ چاہے ذہنوں کی ہدایت کا موجب ہونگی۔ اور اسی طرح اس کار خیر میں حصہ لینے والے اس ثواب میں بھی شامل ہونگے۔ جو خدا تعالیٰ کے دین کی بشارت دینے والوں کے لئے مقدر ہے۔

مرزا شریف احمد

نوٹ:۔ یہ کتاب (بشارات رحمانیہ) دفتر ٹریکٹ آسمانی آواز بشارات رحمانیہ ریلوے روڈ قادیان سے ایک روپیہ چار آنہ میں مجلد اور ایک روپیہ میں غیر مجلد طلب فرما دیں۔

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

لنڈن ۱۷ مارچ۔ آج صبح سکاٹ لینڈ کے شمال مشرقی ساحل کے قریب جرمن ہوائی جہازوں نے برطانیہ کے ایک کوئلہ بردار اور تین مچھلیاں پکڑنے والے جہازوں پر بمباری کی۔ مگر کوئی نقصان نہ پہنچا سکے۔

روم ۱۷ مارچ۔ ایک اطالوی ہوائی جہاز ٹریپولی سے میلان جا رہا تھا کہ گر کر تباہ ہو گیا۔ چودہ آدمی مر گئے۔

لنڈن ۱۷ مارچ۔ حکومت ترکی نے ۳۴ء میں بلجیم کے ساتھ جو معاہدہ کیا تھا اسے ۲۳ اپریل ۴۰ء سے منسوخ کر دیا ہے۔

برطانیہ کی بحری وزارت نے اعلان کیا ہے۔ کہ جو شخص دشمن کے جہازوں کی سرگرمیوں کے متعلق کوئی اطلاع بہم پہنچائیگا اسے انعام دیا جائیگا۔ اور جو کوئی ایسی خبر بتائیگا جس سے دشمن کا جہاز گرفتار ہو سکے۔ اسے گراں قدر انعام دیا جائے گا۔

روم ۱۷ مارچ۔ اٹلی کے نائب وزیر پرواز نے چیمبر میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ جرمن طیاروں نے بحیرہ شمالی میں برطانوی جہازوں پر حملے کر کے اپنی فوقیت ثابت کر دی ہے۔

ٹوکیو ۱۷ مارچ۔ معلوم ہوا ہے کہ ۱۵ فروری کو سنکیانگ کی سرحد پر روسی سپاہی جاپانی علاقہ میں داخل ہو گئے تھے۔ اور جاپانی پولیس پر فائر کئے تھے۔ اس واقعہ پر جاپان کے دفتر خارجہ نے شدید احتجاج کیا ہے۔

لنڈن ۱۷ مارچ۔ پاپائے روم اور جرمنی کے مابین گفتگوئے مصالحت برلن میں شروع ہو گئی۔

معلوم ہوا ہے کہ ہالینڈ کے جہاز جس رستہ برطانیہ آتے تھے۔ اس پر جرمنی نے مقناطیسی سرنگیں بچھا دی ہیں۔ اس لئے ڈچ گورنمنٹ نے جہازوں کے لئے ایک نیا رستہ تجویز کر دیا۔

پیرس ۱۷ مارچ۔ فرانسیسی پارلیمنٹ نے اس سال کی دوسری سہ ماہی میں فوجی اخراجات کے لئے ۱۳ کروڑ ۲۰ لاکھ پونڈ کی رقم منظور کی ہے۔

لنڈن ۱۷ مارچ۔ دفتر خارجہ نے اعلان کیا ہے۔ کہ یہ خبر کہ ٹین سین کی چاندی کے متعلق برطانیہ اور جاپان میں کوئی سمجھوتہ ہو گیا ہے۔ بالکل بے بنیاد ہے۔

پیرس ۱۷ مارچ۔ برطانوی وزیر

نوآبادیات آج کل یہاں فرانسیسی نوآبادیات کے نمائندوں کے ساتھ گفت و شنید کر رہے ہیں جس کا مقصد یہ ہے کہ دونوں ممالک کی نوآبادیات کے مابین گہرے روابط قائم کئے جائیں۔

لنڈن ۱۷ مارچ۔ نیویارک ریڈیو سے اعلان کیا گیا ہے۔ کہ روس نے جرمنی کو یقین دلا دیا ہے۔ کہ وہ رومانیہ پر کسی حالت میں حملہ نہیں کریگا۔ خواہ مشرقی یورپ کی صورت حالات کچھ ہو۔ روس اور رومانیہ میں بھی ایک اہم معاہدہ ہو رہا ہے۔

واشنگٹن ۱۷ مارچ۔ کل برلن سے یہ خبر براڈکاسٹ کی گئی تھی۔ کہ برطانیہ کا امریکن سفیر برطانیہ کی دوستی اور اعتماد کھو چکا ہے۔ آج امریکن وزیر خارجہ نے اس خبر کی تردید کی ہے۔

لاہور ۱۷ مارچ۔ فوجی ڈرل کی ممانعت کے احکام کے خلاف چونکہ خطرہ ہے کہ خاکسار سول نافرمانی کریں گے۔ اس لئے حکومت نے مقابلہ کی تیاریاں مکمل کر لی ہیں۔ پولیس کو ہدایت کر دی گئی ہے کہ ایسی کسی تحریک کا مقابلہ پوری طاقت کے ساتھ کرے۔

بخارسٹ ۱۷ مارچ۔ آج رومانیہ کی فیسسٹ پارٹی یعنی آئرن گارڈ اور شاہ کیرول کے مابین سمجھوتہ ہو گیا ہے اس کے مطابق آئرن گارڈ کے آٹھ سو نظربند لیڈر رہا کر دیئے گئے۔ انہوں نے شاہ کی شرائط کو مان لیا ہے۔

روم ۱۷ مارچ۔ معلوم ہوا ہے کہ شاہ ایبے سینیا کا طلائی تخت عدیس آبابا سے یہاں لایا جا رہا ہے۔ حکومت اٹلی نے پانچ سو خاندانوں کو حکم دیا ہے کہ لیبیا میں جا کر آباد ہوں۔ جہاں ان کو عربوں کی ۱۲ ہزار ایکڑ زمین دی جائیگی۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ پانچ سو مزید خاندان عنقریب بھیجے جائینگے۔

رنگون ۱۷ مارچ۔ چین کے وزیر رسل و رسائل نے اعلان کیا ہے۔ کہ جب سے جنگ شروع ہوئی ہے۔ چین کے اندرونی حصہ میں ۷۰۰۰ کلومیٹر سے زیادہ سڑکیں بن چکی ہیں۔ اور اب چین کی کل سڑکوں کی کل لمبائی ۸۲ ہزار میل ہے۔

ڈربن ۱۷ مارچ۔ جنوبی افریقہ کے وزیر داخلہ نے اعلان کیا ہے کہ اگر ہندوستانیوں نے ان علاقوں میں آباد ہونے کی کوشش کی جن میں زیادہ تر یورپین آباد ہیں تو ان کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی۔

برلن ۱۸ مارچ۔ جرمنی وزیر خارجہ ربن ٹراپ پچھلے دنوں جب اٹلی گئے۔ تو وہاں یہ بھی طے ہوا تھا۔ کہ ہٹلر اور مسولینی آپس میں ملاقات کریں۔ اس کے مطابق آج ہٹلر اٹلی کی سرزمین میں داخل ہوا۔ جہاں اس کا پرتپاک استقبال کیا گیا۔ اور مسولینی کے ساتھ کئی گھنٹے تک تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ اس موقع پر ربن ٹراپ وزیر خارجہ جرمنی اور کونٹ چیانو وزیر خارجہ اٹلی بھی موجود تھے۔

لنڈن ۱۸ مارچ۔ ہٹلر اور مسولینی میں آج جو ملاقات ہوئی ہے۔ یورپ اور امریکہ میں اسے بہت اہمیت دی جا رہی ہے۔ باخبر حلقوں میں اس ملاقات کے یہ معنے لئے جاتے ہیں۔ کہ جرمنی صلح کے لئے ایک اور کوشش کرنا چاہتا ہے۔

لنڈن ۱۸ مارچ۔ پیرس میں افواہ گرم ہے کہ فرانسیسی وزارت میں تبدیلیاں ہونے والی ہیں۔ وزیر اعظم نے آج پریذیڈنٹ فرانس سے ملاقات کی۔

لنڈن ۱۸ مارچ۔ روس اور فن لینڈ کی صلح کے سکنڈے نیوین لیڈروں کی دوڑ دھوپ تا حال جاری ہے ایک فن وفد آج ماسکو جا رہا ہے۔ جو سرحدوں کی تعیین کرے گا۔ فن لینڈ کے جس علاقہ پر روس نے قبضہ کیا ہے وہاں مارشل لاء نافذ کر دیا گیا ہے۔

پیرس ۱۸ مارچ۔ ایک فرانسیسی اعلان مظہر ہے کہ موزیل کے محاذ میں بعض جرمنوں نے زمین پر رینگتے ہوئے آگے بڑھنے کی کوشش کی۔ مگر ناکام رہے مشین گنوں اور توپوں نے ان کو پسپائی پر مجبور کر دیا۔

لنڈن ۱۸ مارچ۔ برطانیہ کی وزارت پرواز نے اعلان کیا ہے کہ کل کے ہوائی حملہ میں ۵۹ آدمی زخمی ہوئے تھے جن میں سے ایک عورت تھی جو آج مر گئی۔

دہلی ۱۸ مارچ۔ آج رام گڑھ میں کانگرس کی سبجیکٹس کمیٹی کا اجلاس ہوا۔ پٹنہ کے ریزولیوشن پر بحث ہوئی بہت سی ترامیم پیش ہوئیں۔ ایک ترمیم یہ تھی کہ گاندھی جی کے سوا ہر آدمی سول نافرمانی کے لئے تیار ہے۔ اسے سن کر گاندھی جی مسکرا دیئے۔ مسٹر بوس بھی آج یہاں پہنچ گئے۔ رانچی روڈ سٹیشن پہنچنے پر ان کا جلوس نکالا گیا۔

کراچی ۱۸ مارچ۔ آج سندھ میں نئی وزارت بن گئی۔ میر بندہ علی صاحب وزیر اعظم۔ خان بہادر کھوڑو۔ جی ایم سید۔ شیخ عبد المجید۔ مسٹر نچلداس وزیرانی اور رائے صاحب گوکلداس وزراء مقرر ہوئے ہیں۔ خان بہادر اللہ بخش صاحب آج رام گڑھ جا رہے ہیں۔ جہاں کانگرسی لیڈروں سے ملیں گے۔ ابھی وزارت پارٹی میں تیس ممبر ہیں۔ امید ہے۔ کہ اگلے ہفتہ تک ۳۹ ہو جائیں گے۔

دہلی ۱۸ مارچ۔ آج کونسل آف سٹیٹ میں ہندوستان کی بڑھتی ہوئی آبادی پر بحث ہوئی۔ اور ایک ریزولیوشن پاس کیا گیا۔ کہ برتھ کنٹرول کے طریقوں کی اشاعت کی جائے۔ اور بعض علاقوں میں جو مرکزی گورنمنٹ کے ماتحت ہیں ایسے ادارے کھولے جائیں جو اس بات کی اشاعت کریں۔ حکومت غیر جانبدار رہی۔

لاہور ۱۸ مارچ۔ آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس لاہور میں بنگال کے ایک سو نمائندے شامل ہونگے۔ ہفتہ کے روز لاہور میں آل انڈیا مسلم ویمنز کانفرنس کا اجلاس ہوگا۔ بیگم مولانا محمد علی صاحب اس کی صدارت کریں گی۔

آسام اسمبلی نے وزیر اعظم کی تنخواہ ۱۷½ سو اور ہر وزیر کی ۱۲½ سو مقرر کی ہے۔ ہر ایک وزیر کو اڑھائی سو روپیہ ماہوار الاؤنس بھی ملے گا۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر الفضل قادیان سے شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی